انتخاب

"کپورتھلہ میں ایک عالم دین مولانا محمود علی شاہ صاحب رہتے تھے۔ یہ رندھیر کالج کپورتھلہ میں عربی کے پروفیسر تھے۔ ان کی کئی کتابیں مشہور ہیں۔"دین ودانش"۔ "دین ودولت"۔ "دین وآئین"، "رشد الراشدین"، "سنت وبدعت"۔ اور منظوم ترجمہ "قصیدہ بردہ" وغیرہ۔ "دین وآئین" میں کمرشل انٹرسٹ پر اچھی بحث کی ہے اور خدا سے ڈرتے ہوئے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، لیکن خود اپنا کیا حال تھا، وہ سننے کے قابل ہے۔

انہوں نے ایک مکان بنوایا جو کسی کو پسند آگیا اور اس نے بڑی ردوکد اور اصرار کے بعد وہ مکان ان سے کرائے پر لے لیا۔ مولانا نے اسے وہ مکان کرائے پر دے دیا۔ کرائے دار شریف آدمی تھا۔ ہر ماہ پابندی سے کرایہ ادا کرتا تھا۔ برسوں اسی طرح گذر گئے۔ کرایہ دار کرایہ دیتا رہا اور مولانا کرایہ لیتے رہے۔ ایک دن کرایہ دار حسب معمول کرایہ لے کر آیا، تو مولانا نے فرمایا:

"آپ نے اب تک جتنا کچھ کرائے کے نام سے ادا کیا ہے، وہ سب میں جمع کرتا رہا ہوں۔ کچھ بھی خرچ نہیں کیا ہے۔ میں نے بنک میں بھی کوئی رقم جمع نہیں کی۔ وہ دیکھئے سامنے ایک گھڑا کونے میں رکھا ہے، اس میں آپ کی ساری رقمیں جمع کرتا رہا ہوں۔ میں نے اپنے مکان پر جتنا خرچ کیا تھا، وہ سب آپ کے کرایوں سے وصول کر چکا ہوں۔ اب میں اس سے زیادہ کا مستحق نہیں ہوں، اس لئے اب کوئی مزید کرایہ نہیں لے سکتا۔

اب دو ہی صورتیں ہیں. آپ جو پسند کریں میں وہی کروں گا. یا تو آپ اس گھڑے کی ساری رقم واپس لے جایئے اور مکان میرے حوالے کیجئے یا پھر کچہری چل کر مکان اپنے نام رجسٹری کرا لیجئے۔"

مولانا کی یہ گفتگو سن کر کرائے دار مبہوت سا ہو گیا اور اسے گمان ہونے لگا شاید میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں. اس کا ذہن نہ یہ قبول کر رہا تھا کہ انیسویں صدی کے رُبعِ اوّل میں کوئی شخص اتنا پرہیزگار ہو سکتا ہے اور نہ یہ تسلیم کرنے پر آمادہ تھا کہ آج کے دور میں کوئی انسان اتنا "بے وقوف" ہو سکتا ہے. بہر حال وہ حیران تھا کہ مولانا کس دنیا کی باتیں کر رہے ہیں. درآں حالیکہ ان کے ہوش و حواس قائم ہیں۔"

جعفر شاہ پھلواروی

(بشکریہ سالنامہ "اردو ڈائجسٹ"، جنوری ۱۹۶۴ء)